حصہ دوم

مختصر جوابات

سوال نمبر ۸

جواب:

منظور کا خلاصہ:

یہ سبق ایک افسانہ ہے۔ جو سعادت حسن منٹو نے لکھا ہے۔ اس سبق میں مرکزی کردار منظور ہے۔ جو کہ ایک کم عمر لڑکا تھا۔ ایک دن باہر دھوپ میں کھیل کر جب وہ واپس آیا اور ٹھنڈے پانی سے نہانے کے بعد اسکا نچلا دھڑ مفلوج ہو کر رہ گیا۔ اسکو ہسپتال میں داخل کیا گیا۔ وہ بہت ہی خوش مزاج لڑکا تھا۔ ہر وقت ہنستا مسکراتا رہتا تھا۔ اور بیماری کی

KHYBER PAKHTUNKHWA KHYBER PAKHTUNKHWA KHYBER PAKHTUNKHWA KHYBER PAKHTUNKHWA

کوئی پرواہ نہ کرتا تھا۔ اُسکے بستر کے ساتھ ہی دوسرا بستر اختر کا تھا۔ جو کہ زندگی کی اُمید کھو بیٹھا تھا۔ مگر منظور کو دیکھ اُس میں جینے کی اُمنگ اُٹھی۔ منظور نے ہسپتال کے سارے عملے کے ساتھ گپ شپ تھی۔ ایک روز اختر کو ڈاکٹر نے ہسپتال سے چھٹی دے دی کہ تم کل گھر چلے جاؤ۔ جب اگلے دن اختر گھر کی روانگی کے لیے اُٹھا۔ تو اُسکے ساتھ والے بستر پر ایک بوڑھا شخص لیٹا ہوا تھا۔ پھر ڈاکٹرز نے اختر کو بتایا کہ منظور تو صبح 5:30 بجے ہی اس جہاں فانی سے رخصت ہو چکا ہے۔

3

4

سوال نمبر ۹

جواب:

صنعتِ تجنیس تام:

جب کلام میں

دو ایسے الفاظ کا استعمال ہو۔ جو املاء کے لحاظ سے تو ایک جیسے ہوں مگر اُنکے مطلب ایک دوسرے سے مختلف ہوں۔

مثالیں:

(1

جنہیں میں ڈھونڈتا تھا آسمانوں میں زمینوں میں
وہ نکلے میرے ظلمت خانۂ دل کے مکینوں میں

وضاحت:

یہاں 'میں' اور 'میں' کا استعمال صنعت تجنیس تام ہے

(2

اُس نے تحفے میں گھڑی دے کر
تحفے میں ہر گھڑی مجھ سے لے لی۔

وضاحت:

یہاں 'گھڑی' اور 'گھڑی' کا استعمال صنعت تجنیس تام ہے

(3) آئے پتھر مرے صحن میں دو چار گرے
سی پیڑ کے پھل تھے پس دیوار گرے

وضاحت:
یہاں گرے اور گرے کا استعمال صنعت تجنیس تام ہے۔

سوال نمبر 11

جواب:

حوالہ:
سبق کا نام: سقراط
مصنف کا نام: مہدی آفادی
صنف: مضمون

سقراط پر الزامات:

سقراط کے مخالفین نے اُن پر درج ذیل الزامات لگائے تھے:

(i) سقراط ایتھنس کے نوجوانوں کے اخلاق خراب
کر دیا ہے۔

(ii) سقراط لڑکوں میں اُنکے والدین کی
نافرمانی کے جذبات اُبھار رہا ہے۔

(iii) سقراط لڑکوں میں وطن مخالفت
کے جذبات اُبھار رہا ہے۔

سقراط کی سزا:

جب سقراط پر
الزامات لگائے گئے تو اُسکو قید کر لیا
گیا۔ پھر جب عدالت میں اُسکا جُرم
ثابت ہوا تو اُسکو سزائے موت ہو گئی۔
اُس وقت یونان میں سزائے موت کے
لیے زہر کا پیالہ دیا جاتا تھا۔ اُس
نے بلا ہچکچائے زہر کا پیالہ ہونٹوں سے
لگایا اور جان ڈکر ہمیشہ کے لیے امر
ہو گیا۔

18

اُس پیالے میں زہر تھا ہی نہیں
ورنہ سُقراط مر گیا ہوتا۔

سوال نمبر 12

جواب :

مرکزی خیال :

اس نظم "بڑھے چلو"
جو کہ اختر شیرانی نے لکھی ہے۔ اس کا
مرکزی خیال یہ ہے کہ اس میں شاعر
نوجوانوں کی حوصلہ افزائی کر رہا ہے کہ
تم یوں ہی تقدیر کا بہانہ بنا کر ہاتھ
پر ہاتھ رکھ کر نہ بیٹھو رہو۔ بلکہ اپنے
وطن کے دفاع میں بڑھ چڑھ کر حصہ
لو۔ اور تن، من، دھن کی قربانی دینے
سے گریز نہ کرو۔ دن رات محنت اور
کوشش میں لگے رہو۔ اس سے اللہ
ہمارے وطن کی تقدیر سنوار دے گا۔ اور
وطن میں خوشحالی ہی خوشحالی آئے
گی۔

3

2

سوال نمبر ۶

جواب:

افسانہ کتبہ سے اخلاقی سبق:

سبق

کتبہ ایک افسانہ ہے۔ اور اس سے ہمیں یہ
اخلاقی سبق ملتا ہے کہ دنیا آرزوؤں
اور تمناؤں کا دوسرا نام ہے۔ انسان
اس دنیا میں آتا ہے۔ صرف اپنے
رب کو راضی کرنے کے لیے مگر وہ
یہاں آکر یہاں کی رنگینیوں میں
محو ہو کر رہ جاتا ہے۔ اور اپنے
رب سے غافل ہو جاتا ہے۔ ہمیں
چاہیئے کہ ہم اپنے رب کی رضا کے
لیے لگے رہیں۔ دن رات اسکی عبادت
کریں۔ کیونکہ یہ دنیا کو فنا ہو
جانی ہے۔ رہیں گے تو صرف ہمارے
اعمال جو ہمیں کامیابی و ناکامی کا

مستحق بنائیں گے۔

سوال نمبر 13

رموز و اوقاف:

وہ علامتیں جو دو فقروں، لفظوں اور جملوں کو ایک دوسرے سے الگ کرے وہ رموز و اوقاف کہلاتے ہیں۔

قسم تفصیلیہ:

قسم تفصیلیہ کی علامت (:-) یہ ہے۔

تفصیلیہ لفظ تفصیل سے نکلا ہے یہ ان طریقوں سے استعمال ہوتا ہے:

(i) جہاں کوئی تفصیل یا فہرست بیان کی

جیسے :

مثلاً :

لائبریری کے لیے خریدی گئی کتابوں کی تفصیل یہ ہے :-

بانگِ درا ، برگ تے ، زندان نامہ

(ii) جہاں کسی عبارت میں کوئی مثال دینی ہو۔ جیسے

مثلاً :-

خوبصورت لڑکی ، بڑا آدمی ، نیک عورت

6

(سوال نمبر 6)

جواب :

حوالہ :

سبق کا نام : مائیں

مصنف کا نام: احمد ندیم قاسمی
صنف : افسانہ

جب دن بدن محلے میں دونوں عورتوں کی لڑائی کا ولولہ بڑھتا گیا۔ تو محلے کے بزرگ راجہ صاحب کے پاس آئے کہ اپنی بیویوں کو سمجھائیں۔ انکی لڑائی کی وجہ سے سارا محلہ بدنام ہو رہا ہے۔ تو راجہ صاحب نے جواب دیا کہ یہ عورتوں کا معاملہ ہے۔ ہم شوہروں کا اس میں کیا کام اگر آپ کو سمجھانا ہی ہے تو اپنی گھر کی عورتوں کو بھجوائیں۔ کیونکہ ایک عورت ہی عورت کو سمجھا سکتی ہے۔ یہ معاملات تو مردوں کی فہم و سمجھ سے باہر ہیں۔ تو محلے کے بزرگ کے سمجھانے پر راجہ صاحب نے اُن کو یہ جواب دیا۔

6

سوال نمبر 5

جواب:

ماسٹر صاحب نہایت ہی نیک دل اور اچھے آدمی تھے۔ وہ محلے کے بچوں کو مفت میں پڑھاتے تھے۔ وہ بہت ہی سیدھے سادے آدمی تھے۔ کسی سے پنگے نہیں لیتے تھے۔ صرف اپنے کام سے کام رکھتے تھے۔

لوگ ماسٹر صاحب سے دوستی اس لیے کرنا پسند نہیں کرتے تھے۔ کہ وہ بہت اچھے آدمی تھے کوئی دو نمبر کام نہیں کرتے تھے۔ چوری، ڈاکے نہیں ڈالتے تھے۔ انکے اتنے اچھے اور سیدھے پن کی وجہ سے کوئی ان سے دوستی کرنا پسند نہیں کرتا تھا۔

سوال نمبر 10

خلاصہ:

یہ نظم ڈاکٹر وزیر آغا نے لکھی ہے۔ اس نظم میں وہ نوجوانوں سے مخاطب ہیں کہ تم بہت ڈرپوک ہو۔ اپنے وطن کے لیے جان دیتے ہوئے ڈرتے ہو۔ تو اے وطن کے نوجوانوں ڈرو مت اللہ کی مدد و نصرت تمھارے ساتھ ہے۔ نکلو اپنے وطن کے لیے۔ اور بڑھ چڑھ کر وطن کے دفاع میں حصہ لو۔ تقدیر کی برائی اور تقدیر کی ناکامی میں کب تک ماتم مناؤ گے۔ اور کب تک یوں ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے رہو گے۔ اے وطن کے نوجوانوں نکلو اور فرہاد کی طرح دن رات محنت کرو۔ کیونکہ محنت کے بغیر تو کچھ حاصل نہیں ہوتا اور اللہ بھی اُن کے ساتھ جو محنت کرے

IR

ہیں۔ تم ڈرپوک مت بنو نکلو اور
جہاد کرو۔ اللہ تمہاری غیبی مدد
فرمائے گا۔ خواہ وہ فرشتوں کی
غیبی فوج ہو یا پھر کوئی اور راستہ
نکال دے گا۔ مگر تم وطن کی خاطر
جان دینے سے مت ڈرو۔

3

12

صفر

سوال نمبر 3

جواب:

حیدر آباد کے
جلسہ میں یہ غلط فہمی پیدا ہوئی
کہ جب جلسہ میں فرحت اللہ
بیگ تقریر کر رہے تھے۔ تو
وہ تذکرہ مولوی کریم الدین
کا کر رہے تھے۔ مگر اشارہ
مولوی وحید الدین کی طرف

کر رہے تھے۔ اس صورت میں وہ
بات ایک کے بارے میں کر رہے تھے
اور اشارہ دوسرے کی طرف
کر رہے تھے۔ اس صورت میں ایک
غلط فہمی نے جنم لے لیا۔ اور لوگوں
کی سوچتے رہے کہ یہ بات کس کی
ہو رہی ہے۔ اور اشارہ کس کی
طرف ہو رہا ہے۔ یوں حیدر آباد
کے جلسے میں آئے ہوئے لوگ غلط
فہمی کا شکار ہو گئے۔ اور
پریشان رہے اور سوچ میں ڈوب
گئے کہ بات کس کی ہو رہی ہے
اور اشارہ کس کی طرف ہو رہا
ہے۔

حصہ سوم

سوال نمبر ۳

الف

حوالۂ متن:

سبق کا نام: فاقہ میں روزہ
مصنف کا نام: خواجہ حسن نظامی

سیاق و سباق کا حوالہ:

اس سبق میں مسلمانوں اور مغلوں کی ہندوستان میں حالت زار کا ذکر کیا گیا ہے۔ جب 1857ء کی جنگ آزادی ہوئی تھی۔ اس میں مسلمانوں کی شکست نے ان پر مصیبتوں کا پہاڑ ڈال دیا تھا۔ اور بہادر شاہ

ظفر کے بھانجے کے خاندان پر مصیبتوں کا ذکر
ہے۔

تشریح:

اس اقتباس کی تشریح
یہ ہے کہ چونکہ اسکی بیوی ساری عمر
ناز نخرے میں پلی تھی۔ وہ بادشاہ
کی بیوی رہی تھی۔ لیکن جب انگریزوں
نے ان پر حملہ کیا۔ تو بادشاہ کو
تخت سے اتار دیا گیا۔ اور بہادر شاہ
ظفر کا بھانجا شاہ روز جو اپنے
چھوٹے ماموں کے ساتھ رہتا تھا۔
وہ بھی اسی کی طرح عیش پرست تھا۔
اسکی بیوی بھی بہت نازوں میں پلی
تھی۔ جب یہ حملہ ہوا تو وہ اپنے خاندان
سمیت نکل گیا اور چھپ گیا۔ اور
میواتیوں کے ایک گاؤں میں جا بسے
انھوں نے انکی اچھی دیکھ بھال کی
رہنے کے لیے چوپال بھی دیا۔ اس وقت
تو وہ لوگ وہاں رہنے لگے۔ مگر کچھ

دن بعد گاؤں والے بھی اُن سے تنگ آ گئے آخر وہ کب تک یہ بوجھ برداشت کرتے۔ تو اُنھوں نے یادات کا بہانہ بنایا۔ اور شاہ روز کو کام دھندا کرنے کو بھی کہا۔ مگر ان حالات میں اُسکی بیوی نہ لا سکی۔ وہ اپنی جان کی بازی ہار گئی۔ صبح ہوئی۔ تو گاؤں والوں کو خبر ہوئی اُسکی موت کی۔ اُنھوں نے کفن دفن کا بندوبست کیا۔ اور دوپہر تک اُسکو دفن کر دیا گیا۔ اور وہی غریبوں کے گاؤں میں دفن ہو گئی جہاں آکر اُس کی جان گئی وہی آکر وہ سپردِ خاک کر دی گئی۔

(سوال نمبر ۹)

-(حصہ ب)-

غزل : فیض احمد فیض
ماخوذ : زندان نامہ

تشریح :

اس شعر میں شاعر فرماتے ہیں۔ کہ جان تو آنی جانی ہے۔ روح نے تو فنا ہو جانا ہے۔ مگر اگر انسان اپنے وطن کی خاطر جان قربان کر دے۔ تو وہ ہمیشہ کے لیے امر ہو جاتا ہے۔ اس شعر میں شاعر کہتے ہیں۔ کہ اے وطن کے دلیر نوجوانوں ڈٹ کر تختہ دار کی طرف جاؤ۔ تاکہ دشمن کو یہ احساس ہو جائے کہ ہم موت سے ڈرنے والے

نہیں ہو۔ شاعر کہتے ہیں ویسے بھی
انسان نے تو اس دنیا سے فنا
ہو جانا ہے۔ کوئی کسی حادثے میں
مر جاتا ہے کوئی کسی بیماری کا
شکار ہو جاتا ہے۔ مگر جب انسان
اپنے وطن کی خاطر جان قربان
کرتا ہے۔ تو وہ ہمیشہ کے لیے امر ہو
جاتا ہے۔ اور سنہری حروف میں
اس کا نام لکھا جاتا ہے۔

غزل: فیض احمد فیض
ماخوذ از: زندان نامہ

تشریح:

اس شعر میں شاعر
فرماتے ہیں۔ کہ عشق ایک کھیل
ہے۔ اس کو ہر کوئی کھیل سکتا
ہے۔ اس میں ہار جیت کا کوئی
تصور نہیں ہے۔ اس میں ہار جیت

کا مفہوم الگ نہیں ہے۔ بلکہ ایک ہی
ہے۔ اگر عشق کے کھیل میں جیت گئے
تو مسئلہ ہی حل ہو گیا۔ اور اگر ہار
گئے۔ تو پھر بھی کوئی مسئلہ نہیں ہے۔
اس شعر کا ایک دوسرا مطلب یہ
ہوگا۔ کہ وطن کے نوجوانوں وطن
کے دفاع کی خاطر نکلو۔ اگر جیت
گئے تو غازی کہلاؤ گے اور اگر ہار
گئے تو شہید کہلاؤ گے۔ یعنی دونوں
صورتوں میں کامیابی ہی ہوگی۔ ہار
ایک صورت میں بھی نہیں ہے۔

مضمون:

میرا پسندیدہ مشغلہ

خاکہ:

- تعارف
- میرا پسندیدہ مشغلہ
- مشغلے کا لطف
- کتابیں
- علم میں اضافہ
- دماغ کی تروتازگی
- مشغلے کی اہمیت
- فضول کاموں سے دوری
- وقت کا بچاؤ

تعارف:

مشغلہ سے مراد وہ کام ہیں۔ جو انسان اپنے فرصت کے لمحات میں کرتا ہے۔ کہ انسان جب فارغ ہوتا ہے تو اپنا

پسندیدہ کام کرتا ہے۔ وہ پسندیدہ
مشغلہ کہلاتا ہے۔

میرا پسندیدہ مشغلہ:

میرا پسندیدہ
مشغلہ کتابیں پڑھنا ہے۔ جب میں
فارغ ہوں اور سکول کا کام تمام
کرلوں تو اپنا پسندیدہ مشغلہ
میں مشغول ہو جاتی ہوں۔

مشغلے کا لطف:

جب میں کتابیں
پڑھتی ہوں تو اس میں مجھے بہت لطف
حاصل ہوتا ہے۔ مجھے اس میں بہت
مزہ آتا ہے۔ میرے دل کو مسرت
و سکون حاصل ہوتا ہے۔

کتابیں:

میں صرف ایک قسم کی

کتابیں نہیں پڑھتی۔ کبھی کبھار میں
دینی کتابیں پڑھتی ہوں کبھی میں
مزاحیہ کتابیں پڑھتی ہوں۔ کبھی
رسالے اور اخبارات بھی پڑھ لیتی ہوں۔

علم میں اضافہ:

میرا مشغلہ
میرے علم میں بھی اضافہ کرتا ہے۔
مطلب جب سکول میں میری کوئی
اُستانی مجھ سے جنرل نالج کا کوئی
سوال کرتی ہے۔ تو جھٹ سے اُسکا
جواب دے دیتی ہوں۔ کیونکہ میں
جنرل نالج کی کتابیں بھی پڑھتی
ہوں۔

دماغ کی تروتازگی:

مشغلے کی
سب سے بڑی وجہ دماغ کی تروتازگی
ہے۔ اس سے دماغ فریش ہو
جاتا ہے۔ اور دماغ بھی اگلے
کاموں کے لیے تیزی سے چلتا ہے۔

مشغلے کی اہمیت:

مشغلے کی اہمیت کا اندازہ یہاں سے بھی لگایا جا سکتا ہے۔ کہ ہمارے بڑے بھی ہمیں یہ کہتے ہیں۔ کہ فرصت میں کوئی مشغلہ رکھو۔ اور پھر اُس میں مشغول رہو۔

فضول کاموں سے دوری:

انسان جب کسی مشغلے میں مشغول رہتا ہے۔ تو وہ باقی فضول کاموں سے دور رہتا ہے۔ اور اس کا دھیان کسی فضول کام کی طرف نہیں جاتا۔

وقت کا بچاؤ:

جب انسان فارغ ہو اور اُسکے پاس کوئی مشغلہ نہ ہو تو وہ وقت کو ضائع کرتا ہے۔ فارغ بیٹھ کر۔ اگر اُس کے پاس کوئی

مشغلہ ہو تو وہ وقت ضائع نہیں کرتا
جیسے میرا پسندیدہ مشغلہ کتابیں پڑھنا
ہے۔ تو میرا وقت ضائع نہیں ہوتا
بلکہ وقت قیمتی ہوجاتا ہے۔

فوائد:

میرے پسندیدہ مشغلے کے فوائد
یہ ہیں۔ کہ میرا وقت ضائع نہیں ہوتا
میرے علم میں اضافہ ہوتا ہے
دماغ تروتازہ ہوتا ہے۔ کوئی
نقصان نہیں ہے۔

بس شرط یہ ہے۔ کہ اچھی کتابیں پڑھی
جائیں۔ کوئی ایسے رسالے، کتابیں
ناول نہ پڑھے جائیں جس سے
دماغ پر برا اثر ہو۔

THE END